مکتوبات رشید حسن خاں بنام ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی

(۱)

T.C-9, Gwyer Hall
Delhi University
Delhi-110007
Dated: 4-8-1980

مکرمی! آداب

آپ کا خط مجھے موسم گرما کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد ملا تھا۔ اس کے بعد پروفیسر عابدی نے بھی آپ کا پیغام پہنچایا تھا۔ تاخیر جواب پر معذرت طلب ہوں۔

سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرتا ہوں یاد آوری کا۔ شیرانی صاحب مرحوم پر مضمون لکھنا، میرے لیے باعث سعادت ہوتا۔ میں ان کو اپنا معنوی استاد سمجھتا ہوں اور میں کیا، میرا خیال ہے کہ اس نسل نے تحقیق سیکھی ہی انھی سے۔ میں نے اپنے ایک مضمون میں ان کو اردو میں تحقیق کا معلم اول لکھا تھا۔

لیکن ایک بات یہ ہے کہ چوں کہ خط مجھے بہت دیر میں ملا اور آپ نے لکھا تھا کہ اکتوبر میں وہ کتاب شائع ہو جائے گی۔ اس لحاظ سے تو اب گویا وقت رہا ہی نہیں۔ اب آپ براہ کرم مجھے فی الفور مطلع فرمایئے کہ کیا ابھی گنجایش ہے؟ مجھے خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں شریک ہو کر بے حد مسرت ہوگی۔ چشم براہ ہوں۔

نیاز مند
رشید حسن خاں

ہاں، شعبے کے پتے پر خط بہت دیر میں ملا کرتا ہے۔ ایک یہ وجہ بھی ہوئی تاخیر کی۔ اب آپ مندرجہ بالا پتے پر خط لکھیں۔

(۲)

T.C-9, Gwyer Hall
Delhi University
Delhi-110007
Dated: 3-9-1980

مکرمی!

آج دوپہر کو آپ کا خط ملا۔ خانم ممتاز مرزا ۷/ستمبر کو کراچی جا رہی ہیں، ان کے توسط سے یہ خط بھیج رہا ہوں، اس طرح اس بار یہ خط جلد آپ تک پہنچ جائے گا۔

صاحب! مضمون ضرور لکھوں گا اور وہ آپ تک پہنچے گا بھی اور ستمبر ہی میں پہنچے گا۔ لیکن میرے پاس کوئی ایک کتاب بھی نہیں۔ اگر آپ مضامین شیرانی بھیج دیں تو عین عنایت ہو۔ عابدی صاحب کو مکمل سٹ مل گیا ہے۔ کل ہی انھوں نے ذکر کیا تھا۔ آپ احتیاطاً دو بنڈل بنائیں اور رجسٹرڈ بھیجیں۔

وحید قریشی صاحب کا خط آیا ہے۔ انھوں نے جو عنوان میرے لیے تجویز کیا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ مجموعہ مضامین پیش نظر ہو۔ آج ہی ان کو بھی خط لکھوں گا۔ آپ نے سیمینار میں شرکت کی بات لکھی ہے تو صاحب جب تک آپ کے یہاں سے باضابطہ دعوت نامہ شرکت سیمینار کا نہ آئے اور سفر کے متعلق دیگر تفصیلات نہ معلوم ہوں، اس وقت تک یونیورسٹی سے چھٹی نہیں مل سکتی۔ آپ دعوت نامہ بھجوائیے، میں کوشش کروں گا کہ حاضر ہوں۔

خدا کرے یہ خط آپ کو بر وقت مل جائے اور آپ کی بدگمانی کچھ کم ہو جائے۔

ہاں صاحب، میں نہ پروفیسر ہوں نہ ڈاکٹر۔ اس لیے اس کلمۂ خطاب سے مجھے محروم رکھیے اور بہت سے اس کے مستحق ہیں۔

مخلص

رشید حسن خاں

[ایک بات اپنی جانب سے عرض کرنا چاہتی ہوں، خانصاحب بے حد خواہشمند ہیں آنے کے لیے مگر اخراجات سفر خود برداشت کرنا ان کے لئے ممکن نہیں۔ وہ یہ بات ہرگز آپ کو (یا کسی اور کو) نہ لکھیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ رفت و آمد کے تمام اخراجات آپ لوگ برداشت کریں تب ہی وہ آسکیں گے، اور میری نظر میں مناسب اور واجب بھی یہی ہے۔

گستاخی کے لیے معذرت خواہ ہوں، خانصاحب کے خط میں اس بات کا تذکرہ نہ فرمائیں ورنہ وہ مجھ پر خفا ہوں گے۔

خاکسار ممتاز مرزا]

122/N/2
PECHS
Karachi 2

(۳)

T.C-9, Gwyer Hall
Delhi University
Delhi-110007
Dated: 23-2-81
رشید حسن خان

مکرمی مظہر محمود صاحب، آداب

سب سے پہلے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ نہ تو سیمنار میں آسکا اور نہ مقالات شیرانی کی رسید بر وقت بھیج

سکا۔ آپ کی عنایت کے مقابلے میں جب اپنی کوتاہیوں پر نظر کرتا ہوں تو سخت انفعال ہوتا ہے۔ اس کے باوجود کہ تاخیر حد سے زیادہ ہوئی۔ آپ کے حسنِ اخلاق اور خوے کریمانہ سے توقع ہے کہ در خورِ عفو سمجھا جاؤں گا ویسے ہوں تو سزاوارِ نفریں۔

مقالاتِ شیرانی کی پانچ جلدیں (اوّل سے پنجم تک) بہ ذریعۂ ڈاک موصول ہوئی تھیں۔ اس لطفِ خاص کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ شکرِ نعمتہای تو چندانکہ نعمتہای تو۔ یہ بھی توقع ہے کہ اس سلسلۂ ذہب کی تکمیل بھی آپ کی عنایت کے طفیل ہو جائے گی اور بقیہ جلدیں بھی مل جائیں گی۔

پٹنے کے شیرانی سمینار میں جو مضمون میں نے پڑھا تھا، اس کی نقل ہمرشتہ ہے۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ میری روش کے برعکس اور اپنے انداز و اخلاق کے مطابق، رسید سے نوازیں گے۔

غالب نامہ از سرِ نو جاری ہوا ہے۔ دفتر میں تاکید کر دی گئی ہے کہ رسالہ آپ کے نام بھیج دیا جائے۔ میرا اپتا اوپر درج ہے۔ براہِ کرم خط اسی پتے پر لکھا جائے۔ اب یہ کس منہ سے کہوں کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔

ایک صاحب کراچی جانے والے ہیں، ان کے توسط سے یہ خط اور مضمون بھیج رہا ہوں۔ خدا کرے بہ حفاظت پہنچ جائے۔ یہ صاحب میرے شناسا نہیں، پروفیسر عابدی کے واسطے سے مجھ تک پہنچے ہیں۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔

مخلص

رشید حسن خاں

(۴)

T.C-9, Gwyer Hall
Delhi University
Delhi-110007

برادرم!

آپ سے ملاقات کا نقش دل پر تازہ ہے۔ بہت جی خوش ہوا آپ سے مل کر اور باتیں کر کے۔ میرے دل سے دعا نکلتی ہے کہ خداے پاک آپ کو ہمیشہ شاد کام و کامران رکھے۔

میں یہاں بہ عافیت پہنچ گیا تھا، مگر آتے ہی بعض نجی الجھنوں میں پھنس گیا (اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہم سب کا مقدّر رہے) یوں اس خط کے لکھنے میں خاصی تاخیر ہوئی اس کی معذرت۔

آپ کی محبت اور آپ کے خلوص کا معترف ہوں، خدا آپ کو خوش رکھے۔ اب مجھے آپ کے تحقیقی مقالے کے چھپنے کا انتظار ہے، جو خاصے کی چیز ہوگا اور ہم سب کے لیے معلومات بخش۔

مجھے اپنا دعا گو سمجھیے اور یاد رکھیے اور میری کوتاہ قلمی اور کاہلی کو نظر انداز کرتے رہیے

مخلص

رشید احمد خاں

۳۱/جولائی ۸۷ء

(۵)

رشید حسن خاں
167۔ باڑوزئی دوم
شاہ جہان پور (یوپی)
Pin: 242001

۲۵/نومبر ۱۹۹۶ء

محبِ مکرّم!

۲۰/نومبر کو ایک کام کے سلسلے میں دہلی گیا تو گا یئر ہال میں آپ کا خط محفوظ تھا۔ میں آپ کو مطلع نہیں کر سکا تھا کہ میں دہلی سے مستقلاً اپنے وطن مالوف شاہ جہاں پور منتقل ہو گیا ہوں، اسی سال فروری کے مہینے میں۔ یہ آپ کی محبت ہے اور پر خلوص تعلق خاطر ہے کہ آپ کے دل میں میری یاد محفوظ ہے اور یاد رکھتے ہیں اور یاد بھی کرتے ہیں۔ توقع کرتا ہوں کہ وضع داری کا یہ انداز برقرار رہے گا اور ظاہر ہے کہ ایسی فرمایش یا درخواست ہر ایک سے نہیں کی جا سکتی۔ ہر شخص پٹھان نہیں ہوتا اور ہر پٹھان بھی اپنی روایتوں کا امین نہیں ہوتا۔

ارے بھائی! آپ کے تحقیقی مقالے کی پہلی جلد مجھے نہیں ملی، واللہ باللہ نہیں ملی۔ کیا ہوئی معلوم نہیں۔
مجھ تک بہ ہر طور نہیں پہنچی۔ میں اس کے دیکھنے کا آرزو مند ہوں دنوں سے۔ جس طرح بھی ہو، اسے کہیں سے میرے لیے تلاش کیجیے اور اس دوسری جلد کے ساتھ ہی بھیجیے۔ اس لطفِ خاص کے لیے میں بہت ممنون ہوں گا۔ آپ کے مقالے سے وہ باتیں بھی معلوم ہو سکیں گی جن سے ہم میں سے بیش تر بے خبر ہیں لیکن جن کا علم ضروری ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مقالات شیرانی کی نویں جلد زیر طبع ہے، یہ بڑی خوش آیند اطلاع ہے۔ آپ کے یہاں اس [کذا۔ کسی] دانے پر بھی میرا نام تو لکھا ہوا ہوگا (اور ضرور ہوگا) سیاسی حالات کے جبر نے سفر کے راستے میں مشکلیں پیدا کر رکھی ہیں۔ اگر کبھی یہ مشکلیں ختم ہوئیں تو ادھر ایک پھیرا تو ضرور کروں گا اور آپ بھی غالب سمینار میں دہلی کسی نہ کسی سال ضرور آ سکیں گے۔

میں آپ کے خط کی اور مقالے کی دونوں جلدوں کی راہ دیکھوں گا۔ یہ بھی توقع کرتا ہوں کہ میرا یہ خط بہ حفاظت آپ تک پہنچ جائے گا۔

خدا کرے آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں۔

اور ہاں، احمد ندیم قاسمی صاحب کو بھی میرے نئے پتے سے مطلع کر دیجیے۔ میں نے ان کو تین خط لکھے، جواب ایک کا بھی نہیں ملا، صبر کر کے بیٹھ رہا، معلوم نہیں وہ مجھ غریب سے اس قدر کیوں ناراض ہیں۔ آپ ہی ذرا میری سفارش کریں۔

مخلص

رشید حسن خاں

167۔ باڑوزئی دوم
شاہ جہان پور (یوپی)
Pin: 242001

۲۸/ دسمبر ۱۹۹۶ء

محب مکرم!

میں دو ہفتے کے بعد کل واپس آیا تو آپ کا بھیجا ہوا رجسٹرڈ پیکٹ ملا۔ آپ نے میرے لیے جس قدر زحمت گوارا کی، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یاد رکھا اور یاد بھی کیا، اس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ میں مقالے کو بہت شوق اور دل چسپی کے ساتھ پڑھوں گا اور استفادہ کروں گا۔ مجھے سب سے بڑھ کر مسرت اس کی ہے [اور اس پر فخر بھی ہے] کہ آپ نے روش زمانہ کے خلاف اپنے گھر کی اس روایت کی پاسداری کی جس کا تعلق ادب و تحقیق سے بھی ہے اور احباب نوازی سے بھی۔ اب یہ ''پرانا پن'' بس مرحوم ہونے ہی والا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس وقت تک میں بھی اپنے عظیم آباد سے ادھر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ دھوپ اب دیوار سے تیزی سے اترنے لگی ہے۔

''مرغزار'' کے دو شمارے ملے۔ بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ یہ اچھا کالج میگزین ہے۔ ایک بات خاص کر کہنے کی ہے کہ مختلف حضرات نے اپنے ساتھیوں کے ایسے دل چسپ، ہلکے پھلکے لیکن روشن خاکے لکھے ہیں کہ پڑھ کر جی خوش ہو جاتا ہے۔ آپ کی تقریر خاص طور پر پسند آئی۔ شگفتگی اس کی ہر سطر سے چھلکی پڑتی ہے۔ اور بھائی! یہ سید منیر کون صاحب ہیں، میں ان سے واقف نہیں۔ ان کی حمد پڑھ کر ذہن روشن ہو گیا۔ کئی شعروں کو مکرر پڑھنے کو بے اختیار جی چاہا۔ بندشیں چست، مضامین درست، انداز بیان فرسودگی اور عمومیت سے دور، دونوں مطلعے واقعی اچھے ہیں اور نواں شعر: تیز منجدھار ••• خوب تر ہے۔ دوسرا مصرع اس طرح لگایا گیا ہے کہ نفاست اور لطافت بیان میں سما گئی ہے۔ ''کنارا'' کے قافیے کو اس پہلو سے بٹھانا مشکل تھا۔ جی خوش ہو گیا۔ کملی والے کی نوکری چاہوں۔ جیسے مصرعے کہنا آسان، بل کہ آسان تر ہے، لیکن حمد و نعت میں اب اچھے شعر کہنا واقعی مشکل ہو گیا ہے اور ہاں صاحب! میں سلیقہ بوذری چاہوں، ۔ کیا یہ کوئی نیا عروضی وزن ایجاد ہوا ہے اور یہ سخنوری چاہنا کہاں کی زبان ہے۔ بادشاہی نہ قیصری چاہوں۔ کیا یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں؟ ان دونوں نمبروں میں فارسی کے نہایت عمدہ شعر جگہ جگہ شامل مضامین ہیں یہ خاص طور پر قابل تحسین اور داد طلب پہلو ہے۔

میں آپ کی نوازش کا ایک بار پھر اعتراف کرتا ہوں۔ شیرانی صاحب کو میں استاد الاساتذہ مانتا ہوں اور اپنا معنوی استاد، کہ میں نے تحقیق کے سلسلے میں بہت کچھ ان کی تحریروں سے حاصل کیا ہے، اس اعتبار سے آپ میرے لیے مخدوم زادے ہوئے۔ میری طرف سے پرخلوص آداب قبول کیجیے۔ اگر کبھی کبھی خطوں سے نوازتے رہیں تو خوب ہو۔ اس شہر میں، جو علمی لحاظ سے ویرانہ ہے اور یہاں ایک بھی ہم نفس نہیں، بس مخلصین کے خطوں سے طبیعت بہلتی ہے۔

خدا کرے آپ بہ ہمہ وجوہ بہ عافیت ہوں

رشید حسن خاں

(۷)

167۔ بازوزئی دوم
شاہ جہاں پور (یوپی)
Pin: 242001
۱۴راپریل ۹۷ء

محبّ مکرم!

میں ڈیڑھ ماہ کے بعد بمبئی سے اب واپس آیا ہوں۔ وہاں بہ غرض علاج مقیم تھا۔ اب بھی زیر علاج ہوں۔

آپ کا خط یہاں محفوظ تھا۔ خط میں آپ نے جس شمارے کے بھیجنے کی بشارت دی ہے وہ ہنوز یہاں نہیں پہنچا۔ آپ کا مضمون پڑھنے کا بہت اشتیاق ہے۔ جیسے ہی رسالہ ملا مطلع کروں گا۔

غالب سمینار میں آپ آنے والے تھے، یہ غالب انسٹی ٹیوٹ والوں نے بتایا تھا، اُس کے بعد کچھ نہیں معلوم ہوا۔ بڑا اشتیاق تھا یہاں آپ سے ملاقات کرنے کا، لاہور کی ملاقات تو بہت سرسری رہی تھی۔ آپ کا دیا ہوا قلم محفوظ ہے، جب بھی اس سے کچھ لکھتا ہوں، آپ کی یاد بے اختیار آتی ہے، خدا آپ کو خوش رکھے۔ ایک ہلکا سا امکان اس کا ہے کہ دسمبر میں نیاز فتح پوری لکچر کے سلسلے میں کراچی جانا ہوا۔ اگر ادھر گیا تو لاہور بھی ضرور آؤں گا اور آپ کو پہلے سے مطلع کروں گا۔

دست بہ دعا ہوں کہ خدائے پاک آپ کو مع متعلقین بہ عافیت رکھے۔ وفیات کا پڑھ کر بہت دُکھ ہوا۔ خورشید احمد خاں صاحب (مرحوم) سے دہلی میں ایک بار ملاقات ہوئی تھی، مجھے تو وہ بہت عمدہ انسان معلوم ہوئے تھے، بہت سی باتیں ہوئی تھیں۔ اشتیاق حسن خاں صاحب سے، جو میرے ہم وطن ہیں، لیکن جن سے ملاقات نہیں، میرا سلام کہیے بروقت ملاقات۔ مجلۂ سیارہ (لاہور) کا خاص نمبر میرے پاس اب آیا ہے، اس میں ''تدوین کلام اقبال'' کے عنوان سے میرا مضمون شامل ہے جو اقدار سے نقل کیا گیا ہے، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے استدراک کے ساتھ۔ یہ تحریر پہلے شاید آپ کی نظر سے نہ گزری ہو۔ اگر وہاں سیارہ کا یہ شمارہ دست یاب ہو تو ایک نظر ڈال لیجیے گا۔ سلسلۂ مراسلت جاری رہے تو خوب ہو کہ یہی واحد ذریعہ ہے ارتباط کا اور حصول خیر و عافیت کا۔

مخلص

رشید حسن خاں

(۸)

شاہ جہاں پور
یکم جون ۱۹۹۷ء

محبّ مکرم

۱۸ رمئی کا خط ملا، شکریہ۔ یوسفی صاحب اور عظمت اللہ خاں صاحب کے انتقال کا مجھے بہت دکھ ہے، خدائے پاک ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ یہ بات میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ سہ ماہی اقبال کا آپ کا بھیجا ہوا کوئی شمارہ مجھے نہیں ملا۔ اقبال اکادمی نے البتہ چند شمارے ایک ساتھ بھیجے تھے، مگر ان میں ایسا کوئی شمارہ نہیں جس میں آپ کا محولہ مقالہ ہو۔ ازراہ لطف اس شمارے کی ایک کاپی پھر روانہ کیجیے، تا کہ میں اسے پڑھ سکوں اور اپنی رائے دے سکوں۔

مقالے کی دونوں جلدیں مل گئی تھیں۔ اُن کی رسید میں نے بھیج دی تھی۔ ان کو پڑھ بھی لیا۔ بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ آپ نے توضیحات کو بہت سلیقے کے ساتھ شامل کیا ہے اور تشریحات خوب ہیں۔ جہاں تک حالات کا تعلق ہے، تو ظاہر ہے کہ آپ کے مقالے ہی کو اس سلسلے میں دستاویزی حیثیت سے سامنے رکھا جائے گا۔

دیکھیے بھائی! علمی معاملات میں اختلاف تو ضرور رہیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب لوگوں نے یا تو پڑھنا چھوڑ دیا ہے یا غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے اصل بات یہ نہیں کہ اختلاف ہیں یا نہیں، اصل بات یہ ہے کہ اس مقالے سے معلومات میں بہت اضافہ ہوتا ہے اور متعدد مسائل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور یہ بڑی بات ہے۔ آج کل جو تحقیقی مقالے لکھے جاتے ہیں وہ بہ طورِ عموم کم رتبہ ہوتے ہیں اور اپنے لکھنے والوں کی طرح بے تہ ہوتے ہیں اور خفیف اُلحرکاتی کے ترجمان۔ آپ کے مقالے نے تحقیقی مقالے کی روایت کو برقرار رکھا ہے۔

دہلی کا احوال مجھے معلوم نہیں۔ صحت میری ٹھیک نہیں، زیرِ علاج ہوں، اس لیے غالب انسٹی ٹیوٹ کا احوال معلوم نہیں اور وہاں جانے کی نوبت بھی شاید ہی آئے۔ سفر اب ہوتا نہیں، اس لیے معذرت کر لیتا ہوں اور اب یہ بات سب کو معلوم ہو چکی ہے، اس لیے لوگ زحمت دیتے ہی نہیں۔ کراچی آنا بھی بس عالمِ خیال میں خوش گوار لگتا ہے، آ سکوں گا یا نہیں، اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں نے آج کل مثنوی میر حسن (سحر البیان) کی تدوین کا خاکہ بنایا ہے، ذرا کمر سیدھی ہو جائے تو کام شروع کروں۔ کیا کوئی قدیم خطی نسخہ یعنی ۱۲۲۵ھ تک کا آپ کی نظر میں ہے؟ مشفق خواجہ نے ۲ نسخوں کا عکس بھیجا ہے۔ ۱۲۲۵ کے بعد کے نسخے درکار نہیں یا جو نسخے ترقیمے یا تاریخ کتابت سے خالی ہوں، وہ بھی میرے لیے بے کار ہیں۔ اس سلسلے میں آپ جو مدد کریں گے، اس کے لیے بہت احسان مند ہوں گا اور بے حد شکر گزار۔ خدا کرے آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خاں

(۹)

شاہ جہاں پور

۴ر جولائی ۹۷ء

مجی!

مقالہ موصول ہوا تھا۔ بے حد دل چسپی کے ساتھ پڑھا، اس سے میری معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہوا۔ ان دونوں اساطینِ شعر و ادب کے متعلق ایسے بعض واقعات پڑھنے کو ملے جو کہیں اور شاید ہی مل سکیں۔ آپ نے جس شگفتہ انداز میں اس کو لکھا ہے اس کی جس قدر تعریف کی، جائے کم ہے۔ خوش ذوقی ہر جگہ کارفرما ہے مگر عبارت میں شاعرانہ انداز کہیں نہیں اور یہ بڑی خوبی ہے۔

تاریخ ولادت سے متعلق دونوں تفصیلات تحقیق والوں کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہیں کہ بہت سے لوگوں کی صحیح تاریخ ولادت وہ نہیں ہوتی جو کسی ایک جگہ درج ہوتی ہے۔ یہ بہت کام کی بات سامنے آتی ہے۔ ہاں مزاح المومنین کی جو مثال آپ نے لکھی ہے، وہ معلومات میں اضافہ ہے اور بہت دل چسپ۔ یہ لوگ واقعتاً خوش ذوق تھے۔ آپ نے جس طرح زحمت گوارا کر کے اس مقالے کو دوبارہ بھیجا (پہلا مقالہ مجھے نہیں ملا تھا) اس کے لیے بہت ممنون ہوں اور بے حد شکر گزار۔ ایک نہایت

عمدہ تحفے سے آپ نے نوازا ہے۔ اسے دقیقِ تو خوش کہ وقت ماخوش کردی۔

خدا کرے آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں۔ جب بھی ادھر آنا ہوا، آپ کو پہلے سے مطلع کروں گا۔

رشید حسن خاں

(۱۰)

باڑوزئی دوم

شاہ جہان پور

۳؍جنوری ۹۸ء

محبِ مکرم!

آپ کا خط یہاں آ گیا تھا، مگر میں بمبئی میں تھا۔ کئی مہینے کے بعد واپسی ہوئی ہے۔ میرا آنا نہیں ہو سکا۔ ویزا کی مشکلیں ہمت توڑ دیتی ہیں۔ فرمان صاحب نے بلایا تھا، مگر ویزا کا انتظام نہیں کیا، کیسے آتا۔

آپ کی یاد اکثر آتی ہے میں یہاں ٹھیک ہوں۔ جس قدر اس عمر میں اور اس دور میں کوئی مجھ جیسا شخص ٹھیک رہ سکتا ہے۔ آپ کی صحت کا احوال کیا ہے، آج کل مشغلہ کیا ہے۔

میرا بہت جی چاہتا ہے کہ آپ اختر شیرانی مرحوم کی سوانح عمری لکھ دیں۔ بہت غلط فہمیاں ہیں۔ آپ جو کچھ لکھیں گے، وہ تحقیق ہوگا اور غیر معتبر روایتوں سے خالی۔ اب یہ کام نہ ہوا تو پھر نہیں ہو سکے گا۔ اور آپ سے بہتر اور کون لکھ سکے گا۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں۔ آپ کا خط پا کر جی بہت خوش ہوا۔ اسی طرح یاد کرتے رہیں تو بہت ممنون ہوں گا۔

مخلص

رشید حسن خاں

پس نوشت:

میں آج کل مثنوی سحر البیان کو پچھلے دو ۲ سال سے مرتب کر رہا ہوں۔ ابھی سال بھر اور لگے گا۔ چھپ کر آپ کے پاس پہنچے گی۔

(۱۱)

شاہ جہان پور

۱۳؍ستمبر ۹۹ء

محبِ مکرم!

ابھی آپ کا خط ملا۔ بہت شکریہ۔ بہت جی خوش ہوا خط کو دیکھ کر اور پڑھ کر، خاص کر اس مژدۂ وجد آفریں پر کہ نویں جلد جلد ہی شائع ہو جائے گی۔ میں ابھی سے چشم براہ ہوں۔

میری نئی کتاب ''تدوین تحقیق روایت'' حال ہی میں شائع ہوئی ہے، اُس میں وہ مضمون بھی ہے جس کا عنوان ہے ''حافظ محمود خاں شیرانی کی تاریخی اہمیت'' میں نے ناشر کو تاکید کی ہے کہ وہ ایک جلد آپ کے پتے پر جلد ہی بھیج دے۔ خدا کرے ڈاک کے حالات ٹھیک رہیں، باقی حالات تو پریشان کن ہیں۔

میں ٹھیک ہوں، اگرچہ ڈھلتی عمر اور بیماریوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے، بہ ہر حال خدا کا شکر ہے۔ توقع کرتا ہوں کہ آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں گے۔ کبھی کبھی یاد کرتے رہا کیجیے کہ اس طرح تجدید روابط ہو جاتی ہے۔

مخلص

رشید حسن خاں

(۱۲)

شاہ جہان پور

۳۰؍دسمبر ۱۹۹۹ء

برادرم! آداب

مقالات شیرانی جلد نہم کا تحفہ ملا۔ آپ کے اس التفات خاص اور اس یاد آوری اور اس کرم فرمائی کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ حُسن اتفاق سے یہ جلد ایسے وقت میں آئی ہے جب میں دیوان جعفر زٹلی کو مرتب کرنے کا خاکا بنا رہا ہوں۔ اس میں جعفر سے متعلق ایک تحریر، جسے پہلے کہیں پڑھ چکا تھا۔ مگر اب دسترس میں نہیں تھی، شامل ہے اور اس سے مجھے مدد ملے گی۔

آپ جس تعلق خاطر کے ساتھ اس سلسلے کی تکمیل میں مصروف ہیں، یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ اگر اس کام کو نہ کرتے تو کوئی نہ کرتا۔ نام سب لیتے ہیں مرحوم کا، اعتراف بھی کرتے ہیں، مگر عملی طور پر کوئی کچھ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ نے دراصل ان کے ''خلف الصدق'' ہونے کا نقش رقم کر دیا ہے ہم سب کے ذہنوں میں اور دلوں پر۔

میں آج کل ٹھگوں کی زبان پر کام کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے ایک کتاب کی اشد ضرورت ہے۔ سلیمن کی انگریزی کتاب Ramseeana (رامسیانہ) یہاں اب تک اس کا پتا نہیں چل سکا ہے۔ اگر وہاں کسی کتاب خانے میں خاص کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہو، تو میں بہ آسانی اس کا عکس منگا سکتا ہوں، بس یہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہاں یا کہیں اور ہے۔ اگر اس سلسلے میں آپ میری مدد کر سکیں تو بہت ممنون ہوں گا اور مجھے اپنے کام میں بہت مدد ملے گی۔

یاد آوری کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

رشید حسن خاں

(۱۳)

شاہ جہان پور

۷؍فروری ۲۰۰۰ء

محب مکرم!

۲۷؍جنوری کا خط ملا۔ شکر گزار ہوں۔ کیا کروں، اس دور افتادہ مقام پر بیٹھا ہوا احباب کی کرم فرمائی کے طفیل لکھنے پڑھنے کا کام کرتا رہتا ہوں، اسی لیے آپ کو زحمت دیتا ہوں۔ اس طرح آپ بھی میرے کام کی تکمیل میں معاون ہیں اور نیکی میں مدد کرنے والا، اصل نیکی کرنے والے کے برابر ہی ثواب کا حق دار ہے۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ جس دن آپ کا خط ملا، اُسی دن لاہور سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا خط ملا۔ انھوں نے یہ اطلاع دی کہ سلیمن کی کتاب رامسیانا Ramseeana پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا نمبر 343-54/R15 ہے، مگر شاید اس کا مائکروفلم مل سکے۔ میں نے آج ہی ان کو خط لکھا ہے کہ مائکروفلم ریڈر یہاں کہاں سے لاؤں۔ عکس کے لیے کچھ کیجیے اور جلد تر کہ کام رکا ہوا ہے۔ میں نے اُن کو یہ نہیں لکھا ہے کہ میں آپ کو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ اب آپ بھی ذرا دیکھیے کہ صورت حال کیا ہے۔ ہاشمی صاحب میرا کام دل و جان سے کرتے ہیں، یوں یقین ہے کہ عکس مل جائے گا آپ اگر مناسب سمجھیں تو فون پر یا بالمشافہ ان سے بات کر لیجیے۔ میں چشم براہ رہوں گا۔

ہاں ٹونک جانے کا دعوت نامہ کئی مہینوں سے رکھا ہوا ہے۔ جانا تو ضرور چاہتا ہوں کہ وہاں اپنے معنوی استاد اور تحقیق کے استاذ الاساتذہ کی دائمی آرامگاہ پر حاضر ہو کر ہدیۂ عقیدت پیش کر سکوں۔ شاید اپریل کے اواخر میں جانا ہو۔ موسم گرم ہوگا، مگر کیا کیا جائے، مارچ میں مجھے بہ غرض علاج بمبئی میں رہنا ہے۔ از راہ لطف خط فوراً لکھیے

رشید حسن خاں

یہ خط لکھا ہوا رکھا تھا۔ اطلاع ملی کہ دہلی میں سلیمن کی وہ کتاب ایک جگہ موجود ہے۔ پھر اس کی تصدیق ہو گئی۔ اب ایک کرم فرما کو لکھا ہے کہ عکس بنوا دیں۔ اگر وہاں سے کسی وجہ سے عکس نہ مل سکا تو پھر آپ کو زحمت دوں گا۔ یوں یہ خط آج حوالہ ڈاک ہو سکے گا۔

۱۰ار فروری ۲۰۰۰ء

(۱۴)

شاہ جہان پور

۲۷ر اپریل ۲۰۰۰ء

محبِ مکرم!

مرغزار کا تحفہ ملا، اس عنایت کے لیے شکر گزار ہوں۔ اس میں آپ کی بے حد شگفتہ اور پر معنی تحریر پڑھی، جی بہت خوش ہوا۔ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ توقع کرتا ہوں کہ آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں گے اور مصروف نوشت و خواند۔

آپ کے لطفِ خاص کا ممنون اور معترف

رشید حسن خاں

(۱۵)

شاہ جہان پور

۱۲ر جولائی ۲۰۰۱ء

محبِ مکرم! آداب

آپ کا بھیجا ہوا پیکٹ ملا، جس میں دو ۲ تراشے ملفوف تھے۔ آپ کے اس لطفِ خاص کے لیے منت پذیر ہوں۔ اختر صاحب والا مضمون پڑھ کر میری معلومات میں اضافہ ہوا اور آپ کے حسن بیان کا ایک بار پھر قائل ہو گیا۔ سبحان اللہ! میں نے خواجہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ املاے غالب کی ایک کاپی آپ کے پاس ضرور بھیجیں، توقع کرتا

ہوں کہ وہ پہنچ گئی ہوگی۔ خواجہ صاحب اب انشاے غالب چھاپنے کا اہتمام کررہے ہیں۔ آپ کے پاس ضرور پہنچے گی۔ میں آجکل ٹھگوں کی زبان کا مکمل لغت مرتب کررہا ہوں اور ساتھ ہی کلیاتِ میر جعفر زٹلی کی ترتیب کا سروسامان بھی مہیا کررہا ہوں۔ اس کام کو بھی ضرور کرنا ہے۔

آپ جس خلوص اور اپنایت کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں اس کا نقش دل پر مرتسم ہے۔ اب ایسے یاد رکھنے والے اور لحاظ خیال کرنے والے کم سے کم ہیں۔ آپ کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے خدا کرے آپ مع متعلقین بہ عافیت ہوں۔

رشید حسن خاں

(۱۶)

شاہ جہان پور
۳؍مارچ ۲۰۰۴ء

محبِّ مکرم! آداب

ایک زمانے کے بعد آپ کا خط پا کر جو مسرت ہوئی، اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ خدا آپ کو خوش رکھے کہ وقت ما خوش کردی۔ کتاب آپ تک پہنچ گئی، اس لیے اطمینان ہوا۔ اب اس کے پڑھنے والے کم ہی نہیں، بہت کم رہ گئے ہیں اور یہی احوال ہے ایسی دوسری کتابوں کا۔ بہ ہرطور، مجھ جیسے لوگ اور کچھ تو کر نہیں سکتے، سو یہی کیے جاتے ہیں۔

میرا احوال یہ ہے کہ دو بار حملۂ قلب سے دوچار ہونے کے بعد بے حال ہو کر رہ گیا ہوں۔ پروسٹیٹ کی تکلیف الگ۔ گھٹنا بیکار سا ہوگیا ہے، یوں چل نہیں پاتا۔ بس چند قدم چل لیتا ہوں۔ مگر ابھی ہاتھ میں جنبش ہے اور آنکھوں میں بھی دم ہے اور قلم کی سیاہی بھی خشک نہیں ہو پائی ہے، یوں سب کچھ برقرار ہے اور بہتر ہے، اور چاہیے بھی کیا۔ [آپ بھی تو ہمارے اسی قبیلے کے فرد ہیں]۔

ہاں، نویں جلد مل گئی تھی۔ زٹل نامے میں ایک جگہ اُس کا حوالہ بھی دیا ہے میں نے۔ خدا کرے کتاب آپ کو پسند آئے۔ بہ قول آپ کے، شمالی ہند میں لسانی ارتقا کی یہ دستاویزی یادداشت ہے یوں شاید کام کی کتاب ثابت ہو۔ مقالات کی آخری جلدیں جب بھی چھپیں، مجھے حسب سابق یاد رکھیے گا۔

مشفق خواجہ صاحب کا حال احوال برابر معلوم ہوتا رہتا ہے، خدا کرے جلد تر وہ صحت کلی حاصل کرلیں۔ اُن کا دم بھی غنیمت ہے۔ ہاں بھائی! مصطلحات ٹھگی تو سال بھر پہلے ہی چھپ چکی ہے۔ اُس وقت چھپ کر آئی تھی جب ڈاک کا احوال یہ نہیں تھا جو اب ہے، یوں آپ تک نہیں پہنچ پائی۔ کلاسکی ادب کی فرہنگ کی پہلی جلد بھی اُنھی دنوں چھپی تھی۔

آپ کی صحت و عافیت کا متمنی رہتا ہوں، کبھی کبھی یاد کرلیا کیجیے، کہ اب مراسلت ہی میرے لیے سب کچھ ہے۔ خدا حافظ [اللہ حافظ نہیں، کہ اس میں نسائی صوتیت نمایاں ہوجاتی ہے۔ خدا جانے وہاں والوں کے دل میں کیا سمائی ہے کہ ایک عمدہ کلمے کو بدل ڈالا۔ اہل پنجاب کے لہجے سے تو اس کی توقع ہو نہیں سکتی تھی۔ کیا لہجے کی کارفرمائی کی اب وہاں کوئی حیثیت باقی نہیں رہی؟ تو پھر خدا کی پناہ کو بھی ''اللہ کی پناہ'' کہنا چاہیے تاکہ نزاکت آواز کی تکمیل ہوجائے]

رشید حسن خاں

شاہ جہان پور

۲۷ / مارچ ۲۰۰۴ء

مجی!

کل آپ کا خط یہاں پہنچا تھا۔ اُسی وقت دہلی میں انجمن ترقی اردو کے دفتر میں فون کیا وہاں سے وعدہ کیا گیا کہ ابھی دو گھنٹے میں دونوں کتابیں [مصطلحات ٹھگی، کلاسکی ادب کی فرہنگ] آپ کے پتے پر روانہ کر دی جائیں گی۔ اب میری درخواست ہے کہ ان کتابوں کی وصول یابی سے فوری طور پر مطلع کیا جاؤں تا کہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ غالباً آٹھ دن کے اندر کتابیں وہاں پہنچ جائیں گی۔

ارے صاحب! معربات رشیدی کا نسخہ مجھے مل گیا تھا۔ ایسا عمدہ کام کیا ہے آپ نے کہ بے ساختہ جی چاہا کہ اس پر کاش میرا نام ہوتا! یہ کام میں نے کیا ہوتا! جی خوش ہو گیا۔ منتشر اوراق کو ایسی اچھی شکل میں منتقل کر دینا کمال نہیں، کرشمہ ہے، زندہ باد۔ ضمنی طور پر ایک فی صدی ثواب کا مستحق میں نے اپنے آپ کو بھی ٹھہرا لیا کہ اُن اوراق کو بہ حفاظت رکھا اور پھر متعلقہ فرد تک پہنچا دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر کچھ نہ ہوتا۔ کاش صدیقی صاحب زندہ ہوتے۔ بھائی! یہ جو بڑے لوگ تھے ان کے یہاں علم کی زیادتی نے ایک گوشہ مراق کے لیے بھی بنا دیا تھا۔ کسی نہ کسی شکل میں یہ بہتوں کے یہاں کارفرما رہا ہے۔ صدیقی صاحب کا احوال بھی یہی تھا۔ نیتجتاً کسی کام کو مکمل نہیں کر پاتے تھے، قاضی صاحب کے یہاں اس کی ایک دوسری صورت تھی، تکمیل ان کے یہاں بھی راہ دیکھتی رہ جاتی تھی۔ نو من تیل جمع ہوتا ہی نہیں تھا جو رادھا ناچے۔ کیسا یگانہ روزگار شخص اور کیسے ناتمام کاموں میں پوری عمر گزار دی، ہاں ہم جیسے معنوی تلامذہ کی تربیت ضرور کر گئے۔ وہ روایت ساز بھی تھے۔ ایک اعتبار سے، اور توسیع روایت کا مشکل کام بھی انھوں نے کیا (روایت ساز تو اصلاً شیرانی صاحب تھے) مگر ذہن میں خوف رہتا تھا کہ لوگ اعتراض کریں گے اور یوں ایک ذہنی حصار میں پناہ گزیں رہتے تھے۔ ہاں صاحب! آپ تو بڑی شگفتہ نثر لکھتے ہیں، کیوں نہ بزرگان تحقیق کے اس مراق پر ایک انشائیہ نما تحریر لکھ دیں، عمدہ موضوع ہے، دل چسپ تحریر مرتب ہو جائے گی۔ وہاں بھی تو ایسے ایک دو بزرگوار رہے ہوں گے!

وقار مانوی صاحب کا معاملہ یہ ہے کہ ایک بزرگوار ہیں نیویارک میں الحاج عبدالوہاب خاں سلیم، جو کتاب دوست ہیں اور بہت، مانوی صاحب ہندوستان میں ان کے کارگزار ہیں، اُنھی کی معرفت خاں صاحب نے یہ کتاب آپ کو بھیجی تھی ہاشمی صاحب کے واسطے سے مانوی صاحب نے اس پر اپنا نام لکھ دیا، یعنی مفت کرم داشتن، آپ کو اور وہاں دس پندرہ اور افراد کو یہ کتاب سلیم صاحب نے بھجوائی تھی، نام میں نے تجویز کیے تھے، خریداری کا کام مانوی صاحب نے انجام دیا خان صاحب کے حساب میں، یوں کتاب آپ تک پہنچی۔ تو اصلاً آپ کے نام ہاشمی صاحب کی معرفت یہ کتاب عبدالوہاب خاں سلیم صاحب نے بھجوائی ہے۔ خاں صاحب غالباً سات بار حج کر چکے ہیں، عمدہ آدمی ہیں۔ ہاشمی صاحب سے ان کے مراسم ہیں۔ معلوم نہیں سحرالبیان، مثنویات شوق (وغیرہ) آپ تک پہنچیں کہ نہیں۔ یہ اُن دنوں چھپی تھیں جب سلسلۂ مراسلت بند تھا۔

میرا احوال تولہ ماشہ رہتا ہے، ابھی سانس باقاعدہ چل رہی ہے اور اچانک دل کی رفتار بگڑ گئی، ڈاکٹر نے گھر سے باہر نکلنے پر سختی کے ساتھ پابندی لگا دی ہے، بایاں گھٹنا بیکار ہو گیا ہے، یوں بھی چل نہیں پاتا۔ بس قلم چلے جاتا ہے اور یہاں میں بے

اختیار ہوں۔ دوسرے ہارٹ اٹیک کے بعد سے احوال ٹھیک نہیں رہتا، اور ٹھیک رہے گا بھی کب تک، ۷۹ برس ہونے کو آئے ہیں بس اب ختم سفر میں کچھ ہی دیر ہے، خیر اُسے بھی دیکھ لیں گے۔ پٹھان کا پوت نہ ڈرتا ہے نہ دبتا ہے، ہاں بھرنے بھگتنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ ان آنے والے بزرگوار سے بھی نپٹ لیا جائے گا اور نپٹ کیا لیا جائے گا، وہ کارروائی تو یک طرفہ ہوگی۔ تو وہ بھی ہو جائے!!

اب ایک ضروری بات کتاب: میں کمپوزنگ کی غلطیاں متعدد ہیں، اہم غلطیوں کی نشان دہی کرتا ہوں، اپنے نسخے میں تصحیح بنا لیجیے۔ باقی چھوٹی موٹی کی کوئی اہمیت نہیں:

(۱) ص ۶۲ پر حاشیہ نمبر ۱۱ بے جگہ آ گیا ہے۔ نمبر ۷ کو نمبر ۱۱ بنا دیجیے اور پھر نمبر ۱۱ تک نمبروں کو اسی نسبت سے بدل دیجیے۔

(۲) ص ۱۳۸: شعر نمبر ۲، بہ علم و باعمل (۳) ص ۱۴۵، حاشیہ نمبر ۲۷: ۱۸ فروری ۱۴۰۵ء۔ (۳) ص ۱۴۹، حاشیہ نمبر ۲: ۲۷ فروری ۱۲۱۷ء [ملاحظہ فرمایئے، بہ یک جنبش ۱۲، پلٹ کر ۲۱ بن گیا] (۴) ص ۱۶۹، شعر نمبر ۷: پھٹ است۔ (۵) شعر نمبر ۴: طرۂ طرہ باز (۶)، (۷) ص ۱۹۶، سطر ۲، ۳، ۴: الجھوا، پچھلوا، سیہ توا (۸) ص ۲۲۴، شعر نمبر ۲: کہہ جعفر (۹) ص نمبر ۲۲۸، شعر نمبر ۴ مغلمان کوں پرست (۱۰) ص ۲۳۱: شعر نمبر ۲ میں۔

خط دفتر کی برابری کرنے لگا ہے، یوں ختم کرتا ہوں۔ خدا کرے آپ بہ عافیت ہوں اور کرکٹ نہ دیکھ رہے ہوں!

رشید حسن خاں

(۱۸)

شاہ جہان پور

۸/اپریل ۲۰۰۴ء

عزیز مکرم!

خط کل ہی ملا، شکر گزار ہوں۔ کئی دن سے طبیعت ٹھیک نہیں، مفصل خط آئندہ۔ اپنے مضامین کا مجموعہ ضرور شائع کیجیے، مجھے مسرت ہوگی۔ بھائی! میں آپ کی بہت قدر کرتا ہوں، بہت عزیز رکھتا ہوں، بہت مانتا ہوں اور بہت قائل ہوں، یوں جی چاہتا ہے کہ جب آپ مجھے خط لکھیں تو اس طرح کہ ہر لفظ اپنی جگہ نگینہ ہو، یعنی صورتاً۔ لفظوں کو عبارت میں کھپانے کا سلیقہ آپ کو وراثت میں ملا ہے اور اس پر جتنا فخر اور ناز کیا جائے، کم ہے! اس کے ساتھ ساتھ اگر یہ بھی ہو کہ عروسِ جمیل کے لباسِ حریر پر کوئی سلوٹ نہ ہو تو خوب تر ہو۔

آپ ہمیشہ ''انشا اللہ'' لکھتے ہیں، اس خط میں بھی یہی ہے۔ میں ''ان شاء اللہ'' لکھنا بہتر سمجھوں گا۔ یہاں ہمزہ جزوِ فعل ہے (شاء)۔ ''الف لام'' تو ترکیبی ہے۔ یہ للہ والا معاملہ ہے۔ اسے للہ کے بہ جائے بعض لوگ غلط فہمی سے للّہ لکھتے ہیں اور تین لام جمع کر دیتے ہیں للّہ: (ل ل ل ہ) دو لام نمایاں، ایک شوشے کی شکل میں۔ جھگڑا پڑتا ہے اعداد تاریخ نکالنے میں۔ للّہ میں دوسرا شوشہ لام کا قائم مقام ہے نستعلیق کے قواعد نے للّہ کو للہ بنا دیا ہے۔ اللہ میں بھی یہی ہے کہ پہلے دو ۲ حرف (الف لام) ترکیبی ہیں اللہ [اللہ]۔ اسی طرح ان شاء اللہ [ان شاء اللہ] ان شاء (اگر چاہا)۔ اب ان شاء اللہ تکیہ کلام بن کر لفظ بے معنی بن چکا ہے۔ بی بی سی پر انضمام الحق کا انٹرویو سن رہا تھا، پوچھا گیا کہ کل کیا ارادہ ہے؟ فرمایا ان شاء اللہ جیتیں گے۔ [یعنی اللہ میاں کرکٹ بھی کھیلتے ہیں اور جب وہ چاہیں گے تب ہی چوا چھکا لگے گا۔ سبحان اللہ!] جو شخص دس منٹ میں ۵ دفعہ ان شاء اللہ کہے گا تو

یہی سمجھا جائے گا کہ یہ بہ طورِ تکیۂ کلام کہا جا رہا ہے۔ اللہ میاں کے نیک لیکن ''جنتی'' بندوں کا یہ تکیہ کلام بن چکا ہے۔

''لئے''۔ ''دیئے'' (د ی ء ے)۔ یہ تین حرفی لفظ ہے: د ی ی: دیے۔ اسی طرح کیے، جیے، سیے، پیے، لیے حرف اوّل مکسور ہو تو اُس کے بعد لازماً ی آئے گی (د ی ے) مفتوح ہو گا تو ہمزہ آئے گا: نئے، گئے۔ ''رائے'' صحیح: راے (رائے)۔ رائے تو چار حرفی لفظ بن گیا جائے، لائے، پائے چار حرفی لفظ ہیں۔ ہائے، واے، راے، چاے وغیرہ تین حرفی لفظ ہیں۔

''شخصیات، ضیاع''۔ بھائی! ص اور ض کے ساتھ شوشہ جزوِ حرف ہے۔ دوسرے حرف کے جوڑ کا شوشہ اس کے بعد آئے گا: صبا، صیاد، صبح، ضیاع، شخص، شخصیات۔

''انہیں''۔ برادر! یہ تو بڑے غضب کی بات ہے۔ ''انھیں'' لکھیے۔ میر کا مصرع: سرہانے میرؔ کے کوئی نہ بولو۔ یہ بحر سے خارج ہو گیا، بے وزن ہو گیا۔ سرھانے لکھیں گے تب وزن میں آئے گا۔ یہی احوال ''انہیں'' اور ''انھیں'' کا ہے۔ آپ کہیں گے کہ اچھے ناصح ناداں سے پالا پڑا ہے، کہے چلے جاتے ہیں نہ خیال نہ لحاظ۔ یوں معذرت طلبی کے ساتھ اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ کبھی کبھی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ جو بہت عزیز ہو، اُس سے سب کچھ کہہ دیا جائے، سو یہ سب اُسی بے اختیاری کے عالم میں لکھا گیا، اسے کالعدم سمجھیے۔ میرے اندر بھی بعض بری عادتیں جاگزیں ہیں، یہ بھی اُنھی میں سے ایک ہے۔ مزید معذرت۔ خط لکھیے

رشید حسن خاں

حواشی:

۱۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء میں حافظ محمود شیرانی کی صد سالہ تقریبِ ولادت کے انعقاد اور اس مناسبت سے ایک مجموعۂ مقالات شائع کرنے کا منصوبہ تھا۔ خان صاحب سے اس تقریب میں شرکت نیز مقالہ ارسال کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ پروفیسر عابدی سے مراد سابق صدر شعبۂ فارسی، دہلی یونیورسٹی ہیں۔

۲۔ خان صاحب نے یہ خط خانم ممتاز مرزا کی وساطت سے بھیجا تھا۔ انھوں نے کراچی پہنچ کر ڈاک کے سپرد کرنے سے قبل مکتوب کی پشت پر اپنی طرف سے ایک اہم مشورہ تحریر کیا تھا۔ یہ اضافہ بجنسہٖ شاملِ اشاعت ہے۔

۳۔ پٹنہ کے محمود شیرانی سیمینار (۳۰۔۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۰ء) میں خان صاحب نے جو مضمون پڑھا تھا اس کا عنوان تھا ''شیرانی کی تاریخی اہمیت''۔ خط میں اسی کی نقل روانہ کرنے کا ذکر ہے۔

۴۔ جولائی ۱۹۸۷ء میں خان صاحب رسالہ ''نقوش'' کے محمد طفیل نمبر کی تعارفی تقریب میں شرکت کی غرض سے لاہور آئے تو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ان سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہاں سے واپس جا کر انھوں نے یہ خط لکھا تھا۔

۵۔ حافظ محمود شیرانی مرحوم پر میرے مقالے کی پہلی جلد جون ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ میں نے اس کا ایک نسخہ خان صاحب کو دہلی کے پتے پر روانہ کیا جس کے پہنچنے کی کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ میں خاموش ہو کر بیٹھ رہا۔ دو برس بعد جب دوسری جلد چھپی تو میں نے سابقہ تجربے کے پیشِ نظر ان کو صرف اشاعت کی اطلاع دی۔ اس کے جواب میں ان کا یہ خط ملا جس سے صورتِ حال کی وضاحت ہوئی۔

احمد ندیم قاسمی صاحب کو خان صاحب کا صرف تیسرا خط ملا تھا جس کا جواب وہ اپنی علالت کے باعث نہ دے سکے تھے۔ میری یاددہانی پر انھوں نے خان صاحب کے مکتوب کا جواب لکھ دیا تھا۔

۶۔ میں نے اپنے مقالے کی دونوں جلدیں خان صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیں اور پیکٹ کے وزن میں گنجایش دیکھ کر شیخوپورہ کالج کے مجلّہ ''مرغزار'' کے دو شمارے بھی ساتھ رکھ دیے جن میں میری اپنی اور بعض دوسرے ساتھیوں کی ریٹائرمنٹ پر پڑھے گئے مضامین اور خطبات شامل تھے۔ ان کے مشمولات کے بارے میں خان صاحب نے اپنے خط میں اظہارِ خیال کیا ہے۔

۷۔ اس خط میں جس رسالے کے نہ ملنے کی اطلاع دی گئی ہے وہ بزمِ اقبال (لاہور) کا سہ ماہی ''اقبال'' (جنوری ۱۹۹۷ء) تھا جس میں میرا مضمون ''علامہ اقبال اور حافظ محمود شیرانی کے روابط'' شائع ہوا تھا۔
میں بعض مصروفیات کے باعث غالب سیمینار میں شرکت کے لیے دہلی نہ جاسکا اور خان صاحب نیاز فتح پوری لیکچر کے سلسلے میں پاکستان تشریف نہ لا سکے۔
اپنے خط میں میں نے اپنے عم زاد خورشید احمد خاں یوسفی اور اپنے خسر عظمت اللہ صاحب کی وفات کی اطلاع دی تھی۔ علاوہ ازیں اپنے عزیز دوست اشتیاق حسن خاں صاحب کا تذکرہ کیا تھا جن کا آبائی تعلق بھی شاہ جہان پور سے تھا۔

۸۔ خان صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں سہ ماہی ''اقبال'' کا محولہ بالا شمارہ ان کو دوبارہ روانہ کر دیا گیا تھا۔
میرے مقالے کے بارے میں خان صاحب کی جچی تلی رائے میرے لیے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

۹۔ مقالے سے مراد وہی سہ ماہی ''اقبال'' والا مضمون ہے۔

۱۰۔ خان صاحب کی خواہش پر میں اپنے والد مرحوم کے بارے میں کوئی کتاب تو نہ لکھ سکا البتہ ایک طویل مضمون لکھا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۱۱۔ خان صاحب کی بھجوائی ہوئی کتاب ''تدوین تحقیق روایت'' مجھے موصول ہو گئی تھی۔

۱۲۔ خان صاحب کی مطلوبہ کتاب کے سلسلے میں تفصیل آیندہ خط میں موجود ہے۔

۱۳۔ افسوس کہ خان صاحب خواہش کے باوجود ٹونک نہ جاسکے۔

۱۴۔ یہ ''مرغزار'' کا ۱۹۹۹ء کا شمارہ تھا جس میں میرے دو مضامین یعنی ''گل بنی'' اور ''پروفیسر شمس الدین'' شامل تھے۔

۱۵۔ یہ مضمون جس کا ذکر اوپر آچکا ہے میں نے اپنے والد اختر شیرانی مرحوم کی ۵۲ ویں برسی پر ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کی شام حیدر آباد (سندھ) کے ایک ادبی اجتماع میں پڑھا تھا اور بعد میں مجلس ترقیِ ادب (لاہور) کے رسالے ''صحیفہ'' (اپریل۔ جون ۲۰۰۱ء) میں چھپا تھا۔
خواجہ صاحب سے مراد مشفق خواجہ مرحوم ہیں۔

۱۶۔ پاک و ہند کے باہمی تعلقات میں کشیدگی کے باعث ایک طویل عرصے تک ڈاک کی ترسیل کا سلسلہ منقطع رہا۔ ۲۰۰۴ء کے اوائل میں یہ رابطہ بحال ہوا تو میں نے خان صاحب کو عریضہ ارسال کیا جس کا جواب انھوں نے ۴ مارچ کو لکھا۔
کتاب سے مراد ''زٹل نامہ'' ہے جو اسی اثنا میں عبدالوہاب خاں سلیم صاحب کی عنایت اور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

صاحب کی وساطت سے مجھے مل گئی تھی۔ مقالات حافظ محمود شیرانی کی نویں جلد تو خان صاحب کو ۱۹۹۹ء کے اواخر ہی میں مل چکی تھی۔

۱۷۔ ''مصطلحات ٹھگی'' اور ''کلاسیکی ادب کی فرہنگ'' بھی خان صاحب کی عنایت سے مجھے مل گئی تھیں۔
مشفق خواجہ صاحب کی فرمائش پر میری مرتبہ میر عبدالرشید ٹھٹھوی کی ''معربات رشیدی'' ادارۂ یادگار غالب (کراچی) نے ۲۰۰۳ء میں شائع کی تھی۔ اس کے منتشر اور خستہ کاغذات جو ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم کے مملوکہ تھے، خان صاحب ہی نے مشفق خواجہ صاحب کو بھجوائے تھے۔ خان صاحب نے جس انداز سے اس کام کی تعریف کی ہے وہ میرے لیے فخر کا موجب ہے۔
یہ دل چسپ خط خان صاحب کی خوش مزاجی کے علاوہ ان کی پٹھونلی کا بھی آئینہ دار ہے۔

۱۸۔ خان صاحب املا کی درستی پر بہت زور دیتے تھے اور اس موضوع پر انھوں نے تحریری کام بھی کیا ہے۔ ادھر میرا یہ حال تھا کہ اس معاملے میں نہایت لاپروا واقع ہوا تھا (بلکہ بڑی حد تک اب بھی ہوں)۔ خان صاحب ایک عرصے تک میری املا کے سقم برداشت کرتے رہے۔ آخر اپنی شفقت کے ہاتھوں مجبور ہو کر انھوں نے اس خط میں یہ موضوع چھیڑ ہی دیا۔ یہ خط جو مجھے دل و جان سے عزیز ہے، کسی صراحت کا محتاج نہیں۔ اس کے جواب میں میں نے انھیں اظہار تشکر پر مبنی عریضہ لکھا، تاہم اپنی گرتی ہوئی صحت کے باعث وہ مراسلت کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ یوں میرے نام یہ ان کا آخری خط ثابت ہوا۔